Rohtas Mahila College , Sasaram

Dr. Shahla Bano
Dept of Urdu

Course:-B.A part III Hons paper 5th(2019-20)
Book:- Urdu ki ibtedai Nashw-o-Numan mein Sufya-e-karam ka Kam
Topic:-Deccan me Nasar-o-Nigari

Scanned with CamScanner

دکن میں نثری خدمات کا سلسلہ خواجہ گیسو دراز کی کتاب معراج العاشقین سے شروع ہوتا ہے۔ اس کے بعد تقریباً ہر عہد میں نثر نگار اور ادیب پیدا ہوئے۔ ان ادیبوں میں صوفیا، علما، اکرام اور اہل حکمت کی خاص طور پر بات ہے جنہوں نے اس عالم کو نظر میں رکھتے ہوئے دکن کے دین کی اشاعت کے لئے نثر کا سہارا لیا اور اسی میں لوگوں کی تلقین شروع کی۔

گیسو دراز کے بعد شمس العشاق ایک صوفی شاعر اور ادیب گزرے ہیں جن کا رسالہ "شرح مرغوب القلوب" ہے۔ عادل شاہی عہد میں بھی کافی اور مشہور اہل علم کے نام آتے ہیں جیسے علامہ نور الدین ظہوری، ملا رفیع الدین شیرازی اور حکیم ابوالقاسم فرشتہ۔ ان تینوں بزرگوں کی تصنیفات "نورس" ظہوری، شیرازی کی "تذکرۃ الملوک" - فرشتہ کی "تاریخ فرشتہ" نثر کی مشہور کتابیں ہیں۔ ان حضرات کے علاوہ حضرت امین کے رسالے گفتار شاہ امین اور گنج مخفی وغیرہ اہم ہیں۔ قطب شاہی دور کی یادگار نثری تصانیف میں ملا وجہی کی "قطب مشتری"، "سب رس" اور "تاج الحقائق" ہے۔ اس طرح دکن میں اردو میں نثر و نظم نے کافی ارتقائی منزلیں طے کی ہیں۔ دنیا میں جتنی بھی زبانیں عالم وجود میں آئی ہیں ان کے ادبی سرمایہ کا آغاز نظم سے ہوا ہے مگر اردو ادب زبان کے بالکل برعکس نظر آتا ہے۔ یہاں اس زبان کی ادبی زندگی کا آغاز نثر سے ہوتا ہے۔ ہم ذیل میں نثر کے متعلق دکنی کی ادبی خدمات کا ایک جائزہ پیش کریں گے۔

* دکن میں ادبی خدمات کا سلسلہ بہمنی دور سے شروع ہوتا ہے۔ اس عہد میں لکھے گئے ان حضرات تذکروں میں اردو کی ترویج و اشاعت میں بادشاہوں سے زیادہ صاف دل صوفیوں اور صوفیا، کرام نے حصہ لیا ہے۔ اس عہد کی پہلی کڑی شیخ عین الدین گنج العلم تھے جن کے اردو رسالے کے ذکر ملتے ہیں۔ ان کے بعد حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کی معراج العاشقین "اردو نثر کا شاہکار" اولین کارنامہ کہا جاتا ہے۔

30 शुक्रवार

اس کتاب کو اگرچہ ادبی اہمیت نہیں ہے مگر اس کی زبان اُس زمانے
کے حالات کی پوری پوری ترجمانی کرتی نظر آتی ہے۔ ~~اسی عہد کے ایک عالم~~
اسی عہد کے ایک اور ممتاز شاعر حضرت عبداللہ حسینی ہوئے ہیں جنہوں نے اُن کی
مشہور و معروف کتاب محبوب سبحانی کی تصنیف رسالہ نشاط العشق کا اردو ترجمہ
کیا اور اس کی شرح لکھی ہے۔

نثری کارناموں کے سلسلے میں بھی حضرت میراں جی شمس العشاق کا نام آتا ہے
جنہوں نے جل ترنگ، گل باس اور شرح مرغوب القلوب لکھی اور اُن میں تصوف کے
رموز و نکات بیان کیے۔
جیسے جیسے حالات بدلتے گئے نظم کی دنیا میں صفائی، سادگی، برجستگی اور تاثر کے
انداز پیدا ہوتے۔ اس کے ساتھ ہی نثر بھی بتدریج ارتقائی منزلیں طے کرتی گئی اور
اس میں صفائی اور سادگی آگئی۔ عادل شاہی دور میں نثری کارنامے
کم ملتے جب کہ بعد میں حضرت شاہ امین الدین اعلیٰ کی تصنیف کردہ کئی کارنامے اردو
نثر میں ملتے ہیں۔ مثلاً گفتار شاہ امین اور گنج مخفی ہیں۔ اس کے بعد اعلیٰ ترین
نثری نمونے قطب شاہی دور میں ملتے ہیں۔ اس دور کے سلاطین

1 शनिवार

علم دوست تھے اور خود بھی اہل علم تھے۔ اس عہد کا ممتاز شاعر اور نثر نگار ملا وجہی ہے
وجہی کی صنف نثر میں تاج الحقائق بہت مشہور و مقبول ہے۔
اسی عہد میں بہت سے بزرگان اہل علم نظر آتے ہیں۔ حضرت میراں جی خدا نما کے ایک
مرید میراں یعقوب ہیں جنہوں نے برہان الدین اولیا اورنگ آبادی کی کتاب شمائل الاتقیا کا اردو ترجمہ
کیا جس کی نثر بہت صاف اور سادہ ہے۔ اورنگ زیب کے زمانے میں بھی ایک سے ایک نثر کا اعلیٰ نمونہ
پیدا ہوئے۔ اسی عہد کے ایک بزرگ سید شاہ محمد قادری گزرے ہیں جنہوں نے کئی مذہبی رسالے لکھے ہیں اس کے
علاوہ سید شاہ میر نے ایک کتاب اسرار التوحید کے نام سے لکھی۔
اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نثر کے ابتدائی نمونوں کا ذخیرہ دکنی کی ہی حد تک ہے گو کہ ان میں
زیادہ تر رسالے مذہبی اور ادبی نقطہ نظر سے کم اہمیت کے حامل ہیں۔ پھر بھی نثر کی ترقی کا
اندازہ ہو جاتا ہے۔ دکنی کی اسی لیے سمجھا ہے کہ شمال میں نثر کی ابتدا کو جو حیثیت ایک
صدی بعد ملی اور آگے ہو کر پہلی کڑی فضلی کی دہ مجلس ہے جو [illegible] میں لکھی
گئی ہے

28

صوفی صرف معرفت ہی سے آشنا ہوتا ہے اور یہی وہ اپنی محبت بانٹتا ہے تو تمام
آپ سے الفت کے نام سے پکارتے ہیں۔ اس کا اصول غیر مشروط حقیقی ہے جو
سرتا پا محبت اور خوشی ہے۔ یہ ذمہ داری ہر شخص کی اور اس کے اندر پایا جاتا ہے
صوفی وہ ہے جو رسم و رواج، ظاہر داری، تقلید، خود نمائی، خود غرضی اور بغض و
کے خلاف علم بغاوت بلند کرے۔ مگر اس کی بغاوت میں جبر و تشدد نہیں ہوتا بلکہ
نرمی اور محبت ہوتی ہے۔ وہ حاکمیت سے کام نہیں لیتا بلکہ خاکساری کو راہ دیتا ہے
صوفی انسان کی محبت کا رشتہ دکھاتا ہے اور اس کے مطابق آپ کی
تربیت کرتا ہے۔ وہ الفاظ پر نہیں معنی پر نظر رکھتا ہے۔ اس کے ہاتھ کی کام
کا آغاز نہیں انجام ہوتا ہے۔ وہ نفس پر تمام تعصبات اور خواہش ہوتا ہے
صوفی انسان کے دل میں جھانکتا ہے اور اندر کا حال جان لیتا ہے۔ وہ لغزش کی
چوری پکڑتا ہے اور اس کی اصلاح نہایت خوش اسلوبی اور لطف سے کرتا ہے۔
یہی وجہ ہے کہ صوفی وہ کام کر گزرتا ہے جسے سلاطین اپنے لشکروں کے ذریعے بھی
نہیں کر پاتے ہیں۔ اور انہیں فقراء کے سامنے سر جھکانا پڑتا ہے۔

29

دل کو دل سے لگاؤ ہے اس لئے دل سے جو بات نکلتی ہے وہ دل میں اترتی ہے۔
صوفیان درویش راستے کی تمام مشکلات خطرات اور دشوار گزار منازل طے کر کے
ہندوستان پہنچے تو یہ ملک ان کے لئے اجنبی اور یہاں کی آب و ہوا رسم و رواج
شکل و صورت، آداب، اطوار اور بات چیت۔ غرض کہ ہر چیز عجیب و غریب معلوم
ہوتی مگر یہ محبت اور خوشی تھا جو دلوں کو مسخر کئے جا رہا تھا اور لوگ جوق در جوق
آتے اور رشد و ہدایت حاصل کرتے۔ صوفیائے کرام انہیں کی بولیوں میں باتیں کرتے
اور تعلیم و تلقین فرماتے۔
حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی عالمگیر شہرت اس بات کی
ضامن ہے کہ وہ ہندوستانیوں سے واقف تھے کیونکہ ان کے پیروکاروں میں ہندوؤں
کی بھی خاصی تعداد رہی ہے۔ شیخ فرید الدین گنج شکر کے مشہور دوہے ہیں
جو ہندوی زبان کا اعلان کرتے ہیں۔
صوفی وقت کو وقت ساعت ہے۔ جو زمانہ وقت کے ساتھ ہے

اس کے علاوہ شیخ حمید الدین ناگوری کے متعلق ایک واقعہ خود انہی کی زبانی

26 सोमवार

سرور الصدور میں لکھا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ صوفیائے کرام کے گھروں میں بھی ہندوی زبان کا رواج تھا یعنی یہی زبان اس عہد کے تعلیم یافتہ طبقے کی زبان تھی۔ اس سے اس امر کا بھی ثبوت ملتا ہے کہ وہ زبان جسے ہندوی کہا جاتا رہا تغیر و تبدل کے باوجود ہندوستانی زبان کی اصل ہے اور اردو کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔

صاحب فرہنگ آصفیہ لکھتے ہیں کہ یہ ساتویں صدی ہجری بہ عہد محمد شاہ تغلق اور علاء الدین خلجی کا ہے۔ اس میں جس زبان کا رواج تھا اس کے دوہے حضرت شیخ شرف الدین بو علی قلندر کی زبان سے نکلے ہیں۔

سجن سکارے جائیں گے اور نین مریں گے روئے
بدھنا ایسی رین کر بھور کدھی نہ ہوئے

اس کے بعد حضرت امیر خسرو کا نام آتا ہے جو اپنے ہندوی کلام کے لیے مشہور ہیں۔ امیر خسرو سلطان اولیاء کے مرید خاص تھے۔ ریختہ میں کہی ہوئی ان کی غزل ان کے ذوق و شوق کا پتہ دیتی ہے اور اس سے یہ بات بھی صاف ہوتی ہے کہ آپ نے اردو غزل گوئی کی ابتدا کی۔ ایک شعر

27 मंगलवार

شبان ہجراں دراز چوں زلف و روز وصلش چو عمر کوتاہ
سکھی پیا کو جو میں نہ دیکھوں تو کیسے کاٹوں اندھیری رتیاں

صوفیائے کرام کی ایک طویل فہرست ہے جنہوں نے اردو نظم و نثر کی ابتدائی نشوونما میں اہم خدمات انجام دئے ہیں۔ خواجہ ظفر الدین چراغ دہلوی، شرف الدین یحییٰ منیری، برہان الدین غریب، حضرت گیسو دراز بندہ نواز، حضرت قطب عالم، حضرت شاہ عالم، حضرت سید محمد جونپوری، حضرت شیخ بہاء الدین باجن، عبد القدوس گنگوہی، شاہ محمد غوث گوالیاری، شیخ جمال اللہ علی وغیرہ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

حضرت گیسو دراز بندہ نواز ایک صوفی منش با کمال عالم و فاضل بزرگ تھے۔ تصنیف و تالیف کا سلسلہ انہی کے دم سے کمال کو پہنچا۔ آپ کا مشہور و معروف رسالہ معراج العاشقین ہے۔ اس وقت وسیع الذریعہ ملک ہندوستان کا گوشہ گوشہ ایسا نہیں تھا جہاں صوفیے درویشان اسلام مبلغ بنے ہوں۔ چنانچہ گجرات

Scanned with CamScanner

میں حضرت قطب عالم اور شاہ عالم تولید و تلقین میں لگے تھے - ان سے
بھی بہت سے کلام منسوب ہیں - حضرت عبد القدوس گنگوہی بھی ہندی کے شاعر تھے
اور الکھ داس تخلص کرتے تھے - ان کی ایک تصنیف رشد نامہ ہے جس میں تصوف کے
نکات بیان کیے گئے ہیں -

صوفیائے کرام کی دور رس نگاہ سے یہ بات پوشیدہ نہ رہ سکی کہ یہ ہندوستان
ہندی جاننے والوں کا ملک ہے - اگر ان کی تعلیم و تلقین کے لئے ان ہی کی زبان
نہیں اپنائی گئی تو مقصد میں کامیابی نہیں ہوگی - صوفیائے کرام کی کوششوں
میں سب سے اہم خدمات امیر خسرو کی ہیں - انہوں نے ہندی اور فارسی کو اس طرح
ملا دیا ہے کہ زبان کی ایک نئی شکل وجود میں آگئی - امیر خسرو وہ پہلے شخص ہیں
جنہوں نے اس سرزمین میں اس زبان کا بیج بویا جو بعد میں ریختہ اور
اردو کے نام سے موسوم ہوئی -

~~[illegible]~~ شمس العشاق شاہ میراں جی پہلے صوفی بزرگ ہیں جن کا کلام
ہمیں مستقل طور سے ملتا ہے - مکہ میں پیدا ہوئے اور بشارت نبوی سے

टिप्पणी

ہندوستان تشریف لائے اور کلام کا ایک ذخیرہ چھوڑا - اسرار و معارفت
کے متعلق ایسے متعدد رسالے اور نظمیں لکھیں - انہوں نے بیجاپور میں ایک ایسے
بابرکت خاندان کی بنیاد ڈالی جس میں متعدد باکمال شاعر پیدا ہوئے - یہ انہی خاندان
کی دین تھی کہ اردو زبان کو اس قدر فروغ حاصل ہوا -

جس عہد میں صوفیائے کرام نے اردو زبان کو گلے لگایا اور لیے خون جگر سے آبیاری کی
اس عہد میں اہل علم کی نظروں میں اس زبان کی کوئی قدر نہ تھی - اسے حقیر
سمجھا جاتا تھا مگر یہ صوفیائے کرام کا کارنامہ تھا کہ انہوں نے ظاہر سے زیادہ باطن پر

हमने अपने संविधान में निर्धारित किया है कि भारत एक धर्म निरपेक्ष राज्य है। इसका अर्थ धर्म विमुख होना नहीं है। इसका मानी है सर्वधर्म समभाव तथा सभी को अपनी आस्था के परिपालन के लिए समान रूप से अवसर।

– जवाहरलाल नेहरू

نظر رکھی - صوفیائے کرام نے عوام میں [illegible] زبان کی بھی [illegible] کو اہم کیا جاتا تھا
صوفیائے کرام نے [illegible] کیا کہ حقیر سے حقیر شئے سے بھی [illegible] کام لیا جا سکتا ہے -
یہ صوفیائے کرام کی کوششوں کا صلہ ہے کہ دیکھتے دیکھتے اردو زبان سب کی پیاری اور

[illegible] صوفیائے کرام [illegible] اردو [illegible]